ازدواجی تعلقات کے نتیجہ میں جذبہ محبت ترقی کرتا ہے

(فرمودہ ۱۵- دسمبر ۱۹۳۷ء)

۱۵- دسمبر ۱۹۳۷ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دو نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ لہ

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

نکاحوں کو اللہ تعالیٰ نے انسانی تمدن کی ترقی کا ذریعہ بنایا ہے۔ ہمارے ملک میں یہ مقولہ مشہور ہے کہ فلاں شیر و شکر ہو گئے یعنی جس طرح کھانڈ دودھ میں ملا دی جاتی ہے اور بعد میں پہچانی نہیں جاتی گو وہ دودھ کے اندر ہی ہوتی ہے سوائے اس کے کہ کھانڈ زیادہ مقدار میں ملا دی جائے تو تھوڑی سی کھانڈ دودھ کے نیچے بیٹھ جائے گی اسی طرح انسان آپس میں مل جاتے اور شیر و شکر ہو جاتے ہیں۔

دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کئی چیزیں ہیں جو آپس میں مل جاتی ہیں کئی ہیں جو آپس میں نہیں ملتیں۔ بعض شکل کے لحاظ سے آپس میں نہیں ملتیں، بعض کام کے لحاظ سے آپس میں نہیں ملتیں، بعض رنگ کے لحاظ سے آپس میں نہیں ملتیں، بعض سیال چیزیں آپس میں مل جاتی ہیں۔ مثلاً بعض خشک چیزیں سیال چیزوں کے ساتھ مل جاتی ہیں۔ مثلاً دودھ سیال چیز ہے اور کھانڈ سیال نہیں بلکہ خشک چیز ہے۔ یہ دونوں آپس میں مل جاتی ہیں۔ لیکن بعض سیال چیزیں آپس میں نہیں ملتیں۔ مثلاً پانی اور تیل یہ دونوں سیال چیزیں ہیں مگر آپس میں نہیں ملتیں ان کو ایک دوسرے میں ملا دیا جائے تو علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گی پانی علیحدہ ہو جائے گا اور تیل علیحدہ۔

پھر کہیں ذرات کا فرق پڑ جاتا ہے، کہیں بوجھوں کا فرق پڑ جاتا ہے، کہیں سیال چیزوں کے

بوجھوں کا فرق ہوتا ہے، کہیں خشک چیزوں کے بوجھوں کا فرق ہوتا ہے، کہیں ایک چیز کا مادہ کم طاقت رکھتا ہے اور دوسری کا مادہ زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ پھر بعض خشک چیزیں آپس میں ملا دی جاتی ہیں تو ان کا وجود ایک دوسرے کے اندر مدغم ہو جاتا ہے اور بعض چیزیں آپس میں نہیں ملتیں اور ڈاکٹر ان کو محلول کرنے کے لئے ان میں ایسی چیزیں ملا دیتے ہیں جن سے وہ محلول ہو جاتی ہیں۔ جب مادی اشیاء کا یہ حال ہے تو انسانوں کو تو ان سب چیزوں سے زیادہ آپس میں ملنا چاہئے کیونکہ انسان کو مدنی الطبع کہا جاتا ہے یعنی سب سے زیادہ آپس میں ملنے والے انسان ہی ہوتے ہیں مگر بظاہر انسان آپس میں نہیں مل سکتے۔ مگر دو انسانوں کا قیمہ بنا کر ملا دو تو بظاہر تو وہ مل جائیں گے مگر دونوں مر جائیں گے۔ پانی کو دوسری چیز کے ساتھ نہ ملنے میں کوئی خطرہ نہیں ہوتا، کھانڈ اور دودھ کو آپس میں نہ ملنے سے کوئی خطرہ نہیں ہوتا مگر انسان کو آپس میں نہ ملنے سے خطرہ ہے اور وہ یہ کہ اگر انسان آپس میں نہ ملیں تو کسی کو ایک دوسرے کی پرواہ نہ ہوگی۔ خوں ریزیاں اور لڑائیاں شروع ہو جائیں گی قومیں دوسری قوموں سے جنگ شروع کر دیں گی اور تفرقے پڑ جائیں گے۔ تو پھر وہ کون سی چیز ہے جو انسانوں کو آپس میں ملانے والی ہے بظاہر تو انسان انسان سے نہیں مل سکتا حالانکہ سب سے زیادہ انسان کو آپس میں ملنے کی ضرورت ہے کیونکہ اسے مدنی الطبع کہا جاتا ہے۔ جو دو مادی چیزیں آپس میں نہیں مل سکتیں اللہ تعالیٰ نے ان کو ملانے کے لئے ایک اور چیز بنا دی ہے۔ پھر انسان جو بظاہر نہیں مل سکتے اور قومیں جو آپس میں بظاہر نہیں مل سکتیں ان کو ملانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز بنائی ہے۔ شکر اور دودھ ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں پس ان کا آپس میں ملنا عارضی ہوتا ہے۔ لیکن انسان چونکہ قائم رہنے والا وجود ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے ایک دوسرے سے تعلقات کے لئے ایک قائم رہنے والا ذریعہ بنایا ہے اور وہ مرد و عورت کی آپس میں شادی ہے۔ اس کے ذریعہ انسان انسان سے مل جاتا ہے، ایک قوم دوسری قوم سے مل جاتی ہے، ایک ملک دوسرے ملک سے مل جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس تعلق کے ذریعہ ایک نسل چلاتا ہے۔ ایک خاندان کے وہ پوتے اور پوتیاں ہوتی ہیں اور ایک خاندان کے وہ نواسے اور نواسیاں ہوتی ہیں اور دونوں اس میں اپنی اپنی شکل دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ددھیال اور ننھیال میں تعلقات پیدا ہو جاتے ہیں ان میں محبت پیدا ہو جاتی ہے اور اشتراک پیدا ہو جاتا ہے۔ پس گو بظاہر انسان انسان سے نہیں مل سکتا مگر اللہ تعالیٰ نے شادی کے ذریعہ ایک انسان کو دوسرے انسان سے کیا قوموں اور ملکوں

کو آپس میں ملا دیا ہے۔ اسی کے ذریعہ انسان ترقیات کے بلند مقام پر پہنچتا ہے۔ دو مختلف اقوام کو اللہ تعالیٰ ایک وجود میں اکٹھا کر دیتا ہے۔ ایک خاندان جو بالکل علیحدہ ہوتا ہے دوسرے خاندان سے مل جاتا ہے اور اسی تعلق کو اللہ تعالیٰ اس قدر مضبوط کر دیتا ہے کہ بچہ کے نانا اور نانی نواسہ کہہ کر اس پر جان دیتے ہیں تو دوسرے خاندان کے دادا اور دادی پوتا کہہ کر اس پر جان دیتے ہیں اور دونوں خاندانوں کو اس میں اپنی اپنی شکل نظر آرہی ہوتی ہے۔ غرض ایک ہی وجود کے ذریعہ دو الگ الگ خاندان مل جاتے ہیں، قومیں مل جاتی ہیں، ملک مل جاتے ہیں اور زبانیں مل جاتی ہیں۔

اسلام کی رو سے ایک ہندو اور ایک یہودی لڑکی کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے گو یہ رواج آج کل نہیں ہے۔ اب اگر ایک مسلمان مرد ہندو لڑکی سے یا یہودی لڑکی سے شادی کرے تو اس پر دوسرے مسلمان کفر کا فتویٰ لگا دیں۔ مگر اسلام میں ایسے نکاح کی اجازت ہے اور اس سے تعلقات وسیع ہوتے ہیں کیا ہی اچھا ہو ایک ہی وجود پر ایک طرف مسلمان پوتا کہہ کر جان دیتا اور اس سے محبت کرتا ہو تو دوسری طرف ایک ہندو نواسہ کہہ کر اس پر جان دیتا اور اس سے محبت کرتا ہو۔ اس ذریعہ کو اختیار کرنے سے مذاہب کے اختلاف دور ہو جائیں گے، رنگوں اور زبانوں کے فرق دور ہو جائیں گے اور وہ سب روکیں جو تعلقات کی وسعت میں حائل ہیں دور ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ جیسے برسات کے موسم میں مینہ برساتا ہے تو پانی ساری دنیا میں پھیلا دیتا ہے کسی خاص جگہ پانی نہیں برساتا بلکہ وہ قطرات نہروں میں بھی پڑتے ہیں، دریاؤں میں بھی پڑتے ہیں، سمندروں میں بھی پڑتے ہیں، بنجر زمینوں پر بھی پڑتے ہیں، سرسبز و شاداب علاقوں پر بھی پڑتے ہیں، گھنے باغوں پر بھی پڑتے ہیں، گندی نالیوں پر بھی پڑتے ہیں، مندروں اور مسجدوں پر بھی پڑتے ہیں اور میدانوں اور آباد مقامات پر بھی پڑتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ بارش کو وسیع سے وسیع تر پھیلاتا ہے۔ پھر انسان اپنی ضروریات کے ماتحت اس کو اکٹھا کر لیتا ہے۔ جیسے عورتیں بال گوندھتی اور چوٹی کرتی ہیں تو پہلے بال پھیلے ہوئے ہوتے ہیں مگر ان کو گوندھ کر اکٹھا کر دیا جاتا ہے اسی طرح انسان کی نسل اپنے دادا پڑدادا کی نسل کی نسبت محدود ہوتی ہے اور دادے پڑدادے کی نسل وسیع ہوتی ہے اس کو محدود کرنے کے لئے شادیاں کی جاتی ہیں۔ غرض ایک طرف نسل پھیل جاتی ہے اور دوسری طرف شادی کے ذریعے اسے محدود کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کو پھیلاتا بھی ہے اور شادیوں کے ذریعہ محدود کر کے شیر و شکر بھی بنا دیتا

ہے بعض اوقات عارضی روکوں کے باعث لڑکیاں باہر نہیں دی جاتیں جیسے آج کل ہماری جماعت کو مجبوریاں پیش ہیں مگر الٰہی منشاء شادی کے ذریعہ تعلقات کو وسیع کرنا ہے۔

اکثر لوگ آج کل حد بندیاں لگا دیتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ شادی غیر ملک میں نہیں کرنی۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ حد بندی لگا دیتے ہیں کہ اپنی قوم سے باہر شادی نہیں کرنی۔ پھر قوموں کو بھی بعض لوگ خاص کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں خاندان سے باہر نہیں کرنی۔ ان لوگوں کی مثال ویسی ہی ہے جیسے کہتے ہیں کہ ایک شخص کو جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا وہم ہوا کہ آیا میری نیت ٹھیک ہے یا نہیں۔ اس نے انگلی کے اشاروں سے نیت باندھی، پھر بھی اسے اپنی نیت پر شک رہا تو اس نے صفیں چیر کر اور اگلی صف میں جا کر امام کو دیکھ کر انگلی سے اشارہ کیا مگر پھر بھی اس کا وہم کم نہ ہوا۔ آخر اس نے امام کو انگلی لگا کر نیت باندھی پھر اسے خیال آیا کہ امام نے کپڑے پہنے ہوئے ہیں شاید میری یہ نیت ٹھیک نہ ہو اس لئے اس سے بڑھ کر حرکت کرنی چاہی۔ جب نوبت یہاں تک پہنچی تو لوگوں نے اسے پکڑ کر مسجد سے نکال دیا۔ تو ایسے لوگ جو شادیوں میں حد بندیاں کرتے ہیں کہ سادات قوم ہو اور سید جو بخاری یا ترمذی ہو ان میں شادی کرنی ہے ایسے لوگوں کی نسل پانچ دس پشتوں کے بعد بند ہو جاتی ہے۔ ابھی چند دن کی بات ہے میرے پاس ایک خط آیا جس میں لکھا تھا کہ ہماری نسل کم ہو رہی ہے۔ میں نے انہیں لکھا کہ اس کی صرف یہ وجہ ہے کہ آپ لوگ شادیاں باہر نہیں کرتے جب شادیاں باہر کریں گے تو نسل بڑھ جائے گی۔ ہندو معلوم ہوتا ہے اسی فلسفہ کے ماتحت شادیاں کرتے ہیں۔ ان میں گوتیں ہوتی ہیں وہ کم سے کم دو گوتیں چھوڑ کر تیسری گوت میں شادی کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک برہمن کھتری کے ہاں شادی نہیں کرتا مگر ایک برہمن اپنے نزدیک کے رشتہ داروں میں بھی شادی نہیں کر سکتا۔ دو گوتیں چھوڑ تیسری گوت میں شادی کر سکتا ہے گویا ہندو اپنے خاندانوں میں شادیاں نہیں کرتے بلکہ باہر کرتے ہیں۔

غرض شادیوں کے پھیلانے سے ہی نسل پھیلتی ہے۔ خدا تعالیٰ اس سلسلہ کے ذریعہ دو خاندانوں کو شیر و شکر بنا دیتا ہے اور وہ ایسے یک جان ہو جاتے ہیں کہ "من توشدم تو من شدی" والا معاملہ ہو جاتا ہے۔ ایک خاندان ایک ہی وجود کو پوتا کہہ کر اس پر جان دیتا ہے تو دوسرا خاندان اسے نواسہ کہہ کر اس پر جان دیتا ہے دونوں خاندانوں میں اشتراک پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا منشاء شادی سے ایک طرف خاندانوں میں وسعت پیدا کرنا ہے اور دوسری

طرف ان کو جوڑ کر محدود کرنا ہے پہلے شادی کے ذریعہ وسعت دیتا ہے اور نسل پیدا ہوتی ہے پھر شادیوں کے ذریعہ محدود کردیتا ہے پھر نسل پیدا ہوتی ہے تو وسعت دیتا ہے پھر شادیوں کے ذریعہ محدود کردیتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ ایک طرف خاندانوں کو پھیلاتا ہے اور وسعت دیتا ہے اور دوسری طرف محدود کردیتا ہے۔

اسلام میں شادی انسانی تمدن کو جہاں وسیع کرنے کا ذریعہ ہے وہاں محدود کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ وسیع اس طرح کہ جب شادی کے ذریعہ دو خاندانوں کو آپس میں ملا دیا جاتا ہے اور نسل پھیل جاتی ہے تو ایک دوسرے سے اجنبی ہونے لگ جاتے ہیں۔ پھر اس کو محدود کرنے کے لئے اور شادیاں کی جاتی ہیں اور وہ جو اجنبی ہونے لگ جاتے ہیں قریبی رشتہ دار ہو جاتے ہیں۔

سو اسلام نے شادی کی دو بھاری اغراض رکھی ہیں ایک طرف تو اس کے ذریعہ وسعت پیدا ہوتی ہے اور دوسری طرف تقیید پیدا ہوتی ہے اور یہ تعلق ایسا ہے جو شیر و شکر سے بڑھ کر ہے کیونکہ دودھ اور کھانڈ کے ملانے سے ایک طرف وسعت اور دوسری طرف تقیید پیدا نہیں ہوتی۔ یہ وسعت اور تقیید اللہ تعالیٰ نے صرف شادی میں ہی رکھی ہے۔

(الفضل ۲۶۔ دسمبر ۱۹۳۷ء صفحہ ۴، ۵)

ـلـه الفضل سے فریقین کا تعین نہیں ہو سکا۔